بسم اللہ الرحمن الرحیم

Darul Iftaa
Madrasah Ariful Uloom
ST 11 METROVILLE 3 BLOCK 1 SCEME 33 GULZAR HIJRI KARACHI
For online Islamic fatwas, visit our website.
www.arifululoom.org

MADARSA ARIF UL ULOOM

دار الافتاء
مدرسہ عارف العلوم رجسٹرڈ کراچی پاکستان
ایس ٹی 11 میٹرو ول 3 بلاک 1، اسکیم 33 گلزار ہجری کراچی
0322-6444659 0333-6444659

عنوان: بیرون ملک سے اپنے بینک اکاؤنٹ میں رقم منگوا کر ایک مخصوص اجرت لینے کا حکم		
کتاب: بیع	باب: قرض	فصل:
فتوی نمبر: 575	28 جمادی الاولیٰ 1448ھ / 9 نومبر 2026ء	

سوال: سوال بحضور مفتیانِ کرام: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ: آج کل بینک کی جانب سے فی لاکھ 800 روپے ٹیکس (یا کٹوتی) لاگو ہے۔ ہمارے علاقے میں اکثر افراد کی رقم بیرونِ ملک سے بذریعہ حوالہ (ہنڈی) آتی ہے۔ اب بینک کے اس 800 روپے ٹیکس سے بچنے کے لیے بعض لوگ مقامی دکانداروں سے یہ معاہدہ کرتے ہیں کہ وہ بینک کے بجائے دکاندار سے رقم وصول کریں گے اور دکاندار ان سے فی لاکھ 800 کے بجائے نصف یعنی 400 روپے کٹوتی کرے گا۔ دکاندار اپنے بینک اکاؤنٹ سے رقم نکالنے کے بجائے (جس پر بینک ٹیکس کٹتا ہے)، اپنی دکان کی نقد آمدن (کیش) سے وہ رقم ان لوگوں کو ادا کر دیتا ہے، اور ان سے فی لاکھ 400 روپے کاٹ لیتا ہے۔ اس طرح دکاندار کو بینک کا ٹیکس بھی ادا نہیں کرنا پڑتا اور وہ 400 روپے فی لاکھ کٹوتی بھی کر لیتا ہے۔ سوالات: (1) کیا دکاندار کا بینک ٹیکس ادا کیے بغیر، دکان کے نقد کیش سے ادائیگی کر کے "ٹیکس" کے نام پر 400 روپے کاٹنا شرعاً جائز ہے.....؟ (2) کیا رقم منگوانے والوں کا اس طریقے سے دکاندار کے ساتھ معاملہ کرنا اور کٹوتی پر رضامند ہونا شرعی نقطہ نظر سے درست ہے.....؟ بینہ توجروا (قرآن وحدیث اور فقہِ اسلامی کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں)۔

دار الافتاء مدرسہ عارف العلوم (رجسٹرڈ) ایس ٹی 11، میٹرو ول 3، اسکیم 33 گلشن اقبال، کراچی

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً

صورت مسؤلہ میں اگر بیرون ملک سے کوئی شخص مقامی دوکاندار کے بینک اکاؤنٹ میں رقم بھیجتا ہے، اور پھر مقامی دوکاندار مذکورہ رقم کے بدلہ کیش متعلقہ شخص کے حوالہ کرتا ہے اور اس پر فی لاکھ 400 روپے سروس چارجز کے طور پر لیتا ہے، تاکہ دوسرا شخص بینک کے زیادہ ٹیکس اور ذمہ داریوں سے بچ جائے تو یہ عمل چند شرائط کے ساتھ جائز ہے:

1. قانوناً اس فعل کی اجازت ہو، حکومت کی طرف سے اگر اس طرح کرنے کی صراحتاً ممانعت ہو تو پھر ملکی قانون کی خلاف ورزی کرکے اپنی عزت، وقار کو داؤ پر لگانا جائز نہیں ہے۔
2. اس رقم کی حیثیت قرض کی ہے اس لئے جتنی رقم مقامی دوکاندار کے اکاؤنٹ میں بھیجی گی ہے، وہ مکمل رقم متعلقہ شخص کے حوالہ کردے، اس میں کمی بیشی نہ کرے، اور اپنی اجرت اس رقم میں سے نہ کاٹے، بلکہ اپنی اجرت الگ سے فی لاکھ 400روپے کے اعتبار سے وصول کرے۔
3. کرنسیوں کے مختلف ہونے کی صورت میں (مثلاً دوکاندار کے اکاؤنٹ میں ڈالر بھیجے گئے اور ادائیگی روپے کی صورت میں کرنی ہے) لازم ہے کہ پاکستان میں ادائیگی کے وقت یا تو اکاونٹ میں بھیجے گئے ڈالر ہی پورے پورے واپس کرے یا پھر جتنے ڈالر دوکاندار کے اکاؤنٹ میں بھیجے گئے ان ادائیگی یا وصولیابی کے دن پاکستان میں ڈالر کے جو ریٹ چل رہے ہوں ان کے مطابق جتنے پاکستانی روپے بنتے ہوں، پاکستان میں ادا کیے جائیں، ڈالر کے مارکیٹ ریٹ سے کم یا زیادہ طے کرکے لین دین کرنا جائز نہیں ہے۔ اجرت جداگانہ طے کی جائے۔

"تنقیح الفتاوی الحامدیة" میں ہے:

."الديون تقضىٰ بأمثالها"

(كتاب البيوع، باب القرض، ج؛۱/ ۵۰۰، ط: قديمي)

فتاویٰ شامی میں ہے

."و في الأشباه: كل قرض جر نفعاً حرام"

(كتاب البيوع، فصل في القرض، ج:۵/ ۱۶۶، ط: سعيد)

."والأجرة إنما تكون في مقابلة العمل"

(كتاب النكاح، باب المهر، 156/3، سعيد)

"قال في التتارخانية: وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل، وما تواضعوا عليه أن في كل عشرة دنانير كذا فذاك حرام عليهم. وفي الحاوي: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار، فقال: أرجو أنه لا بأس به وإن كان في

الأصل فاسدا لكثرة التعامل و كثير من هذا غير جائز، فجوزوه لحاجة الناس إليه كدخول الحمام وعنه قال:

رأيت ابن شجاع يقاطع نساجا ينسج له ثيابا في كل سنة."

(کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، 63/6 ط: سعید)

دارالافتاء
مدرسہ معارف العلوم (اسلامیہ)
ایس ایچ ۱۱، میٹروول ۲، اسکیم ۳۳
گلشن اقبال، کراچی

دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے فتاوی میں ہے:

واضح رہے کہ جب کوئی شخص اپنے اکاؤنٹ سے دوسرے شخص کے اکاؤنٹ میں رقم بھیجتا ہے، تاکہ دوسرا شخص اپنے اکاؤنٹ سے اس کی یہ رقم نکلوا کر اس کو نقد کی شکل میں دے۔(یعنی کیش کرا کر دے)، اور یہ رقم بھیجنے والا ٹیکس اور پوچھ گچھ کی تمام ذمہ داریوں اور مشکلات سے بچ جائے، تو ایسی صورت میں دوسرا شخص ارسال کی گئی مذکورہ رقم اپنے بینک اکاؤنٹ سے نکلواتا ہے، اور اس رقم کے ٹیکس اور پوچھ گچھ کی بھی تمام ذمہ داری بھی اپنے سر لیتا ہے، پھر اس شخص کو وہ شخص رقم نقد کی شکل میں (کیش کرا کر) دیتا ہے، تو اس کام میں اجرت لینے کی دو صورتیں ہیں:

الف: رقم نقد دینے والا (کیش کرا کر) اسی نقد رقم سے اجرت لے فیصدی اعتبار سے یعنی رقم کیش دیتے وقت اسی رقم سے اپنی اجرت منہا کرے تو یہ صورت ناجائز ہے۔

ب: رقم نقد دینے والا شخص اپنی اجرت الگ سے متعین کر کے وہ رقم بطور اجرت الگ سے لے اور گاہک اس کی مکمل رقم کیش کروا کے لوٹا دے، اور اس نقد رقم سے اپنی اجرت نہ لے، تو الگ سے اجرت متعین کر کے وصول کرنے کی صورت میں اجرت لینا اور دینا جائز ہو گا۔

(بینک سے رقم نقد نکال کر لانے والے کو عوض دینا، فتوی نمبر 144503102126)

ہنڈی کا کاروبار ملکی و بین الاقوامی قوانین کی رو سے ممنوع ہے؛ اس لیے رقم کی ترسیل کے لیے جائز قانونی راستہ ہی اختیار کرنا چاہیے، البتہ اگر کسی نے ہنڈی کے ذریعے رقم بھجوائی تو اسے مندرجہ ذیل شرعی حکم کی تفصیل ملحوظ رکھنا لازمی ہے:

1۔ چوں کہ مروجہ ہنڈی (حوالہ) کی حیثیت قرض کی ہے؛ اس لیے جتنی رقم دی جائے اتنی ہی رقم آگے پہنچانا ضروری ہے، اس میں کمی بیشی جائز نہیں ہے، البتہ بطورِ فیس / اجرت الگ سے طے شدہ اضافی رقم لی جاسکتی ہے۔

2۔ کرنسیوں کے مختلف ہونے کی صورت میں مثلاً ایک طرف کرنسی درہم ہے اور دوسری طرف پاکستانی روپیہ ہے) لازم ہے کہ دوسرے ملک جہاں قرض کی ادائیگی کرنی ہے (مثلاً پاکستان میں) ادائیگی کے وقت یا تو قرض لی ہوئی کرنسی (مثلاً درہم)

ہی پوری پوری واپس کرے یا پھر جتنے درہم قرض دیے گئے تھے ادائیگی یا وصولیابی کے دن پاکستان میں درہم کے جو ریٹ چل رہے ہوں ان میں سے ہی کسی ایک ریٹ کے مطابق، قرض دیے گئے درہم کے جتنے پاکستانی روپے بنتے ہوں، پاکستان میں ادا کیے جائیں، درھم کے مارکیٹ ریٹ سے کم یا زیادہ طے کر کے لین دین کرنا جائز نہیں ہے۔ اجرت جداگانہ طے کی جائے۔

(ہنڈی کا حکم، فتوی نمبر 144311101237)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

دار الافتاء

مدرسہ عارف العلوم (ٹرسٹ)

ایس ایچ ۱۱، میٹروول ۲، اسکیم ۳۳

گلشن اقبال، کراچی

دار الافتاء

مدرسہ عارف العلوم رجسٹرڈ کراچی پاکستان